پاکستان کو اپنی موجودہ اقتصادی بدحالی، معاشرتی پس ماندگی اور ذہنی جمود سے جلد سے جلد نکلنا ہے پاکستان کی خوشحالی ترقی اور استحکام کی راہ میں ہمارے علمائے کرام سنگ گراں نہ بنیں بلکہ وہ اس میں ممد و معاون ثابت ہوں۔

اس سلسلے میں یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ آخر کیا بات ہے کہ جو مسلمان ملک غیر ملکی غلامی یا ملکی استبداد سے آزاد ہوتا ہے اور اسے اپنے عوام کی معاشرتی اصلاح و اقتصادی ترقی کے کام ہاتھ میں لینے پڑتے ہیں، وہ بعینہ اسی قسم کی اصلاحات کرنے کا سوچتا ہے، جیسے پاکستان کے عائلی و معاشرتی نظام میں کی جا رہی ہیں۔

کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ تمام مسلمان ملکوں کے اس وقت ایک ہی طرح کے روگ ہیں اور وہاں کے اصحاب رائے و اختیار اپنی اپنی جگہ کم و بیش ایک سے علاج ڈھونڈ رہے ہیں۔

ہالینڈ کے ڈاکٹر بالجن جن کا ذکر ان کالموں میں پہلے ہو چکا ہے، گزشتہ اکتوبر میں کوئی بیس ایک دن شاہ ولی اللہ اکیڈمی میں گزار کر لاہور گئے تھے، وہاں سے وہ پشاور تشریف لے گئے، ان دونوں شہروں کے اہل علم اصحاب اور وہاں کے کتب خانوں سے استفادہ کرنے کے بعد وہ دہلی گئے اور دہلی سے علی گڑھ، لکھنؤ اور حیدرآباد تک پہنچے، فروری کے اواخر میں موصوف دوبارہ شاہ ولی اللہ اکیڈمی میں تشریف لائے۔ اور کچھ عرصہ پھر یہاں قیام کیا اور اس میں انہوں نے حضرت شاہ ولی اللہ کی ایک کتاب جس میں خاص طور سے "وجود" پر بحث ہے، ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتا کے ساتھ مل کر مطالعہ کی اب وہ اپنے وطن روانہ ہو گئے ہیں، جہاں وہ شاہ ولی اللہ کے متعلق اپنی کتاب مکمل کریں گے۔

ڈاکٹر بالجن ایک مغربی محقق ہیں، اور ظاہر ہے ان کا "مطالعہ شاہ ولی اللہ" اس نوعیت کا نہیں ہوگا، جیسا کہ عام طور سے ہمارا ہوتا ہے، لیکن انہوں نے اس سلسلے میں بعض ایسی باتیں سجھائیں، جو کارکنان اکیڈمی کے لئے بڑی مفید ہیں، خدا کرے ڈاکٹر صاحب موصوف کی کتاب جلد مکمل ہو جائے۔

اکیڈمی میں "فیلوز" کی شرکت کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ باقاعدہ شروع ہو گیا ہے اس کے علاوہ مولانا غلام مصطفےٰ قاسمی صاحب کے اس درس میں مقامی عربی مدارس کے بعض منتہی طلبہ بھی شریک ہوتے ہیں۔ خدا کے فضل سے اس کام کا آغاز ہو گیا ہے اب وقت کے ساتھ ساتھ انشاء اللہ اس کا دائرہ یقیناً وسیع ہوگا۔